اردو کمار بھارتی

جوابات : مشقی سرگرمی نامہ 2

سوال 1. (الف)

(۱)
تفریحی مقامات ← اوٹا کمنڈ
تفریحی مقامات ← نینی تال
نہ جانے کی وجہ ← مصنف ← سالے کی شادی کا انتظام کرنا
نہ جانے کی وجہ ← پڑوسی ← اچانک بیوی کی طبیعت کا خراب ہو جانا

(۲) ہمسایے نے جب قسطوں پر ایک فریج خریدا تو مصنف کی بیوی نے ضد کی کہ ان کے گھر میں بھی فریج ہونا چاہیے۔ مصنف نے مجبور ہو کر فریج خریدا جس کی قسطیں وہ بڑی مشکل سے ادا کر رہا تھا۔ ایک دن مصنف نے سنا کہ اس کا پڑوسی قسطوں میں ٹیلی ویژن خریدنے والا ہے تب مصنف نے اس سے درخواست کی کہ وہ ایسا نہ کرے۔ اگر ٹیلی ویژن کی قسط بھی ادا کرنی پڑی تو اس کا دیوالہ پٹ جائے گا۔

(۳) اقتباس میں ایسے کئی واقعات بیان کیے گئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف اور اس کا ہمسایہ دونوں ہی اپنی جھوٹی شان دکھانے کے لیے شیخی بگھارتے ہیں۔ مثال کے طور پر اپنی خاندانی بڑائی کے اظہار کے لیے ہمسایہ کہتا ہے کہ اس کا بھائی دہلی میں مجسٹریٹ ہے جبکہ حقیقت میں اس کا بھائی کسی مجسٹریٹ کا چپراسی ہے۔ مصنف شیخی بگھارنے میں اپنے ہمسایے سے دو ہاتھ آگے ہے۔ اس نے جواب میں شیخی بگھارتے ہوئے کہا کہ اس کا بھائی الہٰ آباد ہائی کورٹ کا جج ہے۔ ہائی کورٹ کے جج کا مرتبہ مجسٹریٹ سے کافی بلند ہوتا ہے۔ لیکن حقیقتاً مصنف کا کوئی بھائی ہی نہیں ہے۔ یوں دوسروں کو نیچا دکھانے کے لیے جھوٹ موٹ کی بڑائی ہانکنا بالکل غلط ہے۔ اگر ایک جھوٹ بھی کھل جائے تو ایسے آدمی پر سے بھروسہ اٹھ جاتا ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ دوسروں کی نظر میں بڑا بننے کے لیے جھوٹ کا سہارا نہ لے۔

سوال 1. (ب)

(۱)
پرندے کی خواہشیں:
- گھاس کے میدان کا نظارہ
- ٹھنڈا پانی
- ہرن کی پیٹھ پر بیٹھنا
- مٹی میں اپنے پنجوں کے نشان دیکھنا

(۲) آخری پرواز کے دوران پرندے نے دیکھا کہ نیچے زمین پر سارا منظر بدل گیا ہے۔ اونچی اونچی عمارتیں ہیں، اسلحہ تیار کرنے والے کارخانے ہیں، ایٹمی بھٹیاں ہیں۔ نہیں ہیں تو ندیاں، پہاڑ اور جنگلات۔ اس کے ذہن میں کئی اندیشے تھے۔ سب سے پہلا اندیشہ اس امر میں تھا کہ کیا وہ ان ندیوں پہاڑوں اور جنگلوں میں واپس لوٹ سکے گا جہاں سے اس نے اڑان بھری تھی۔ اسی سے جڑا ہوا دوسرا اندیشہ تھا کہ کیا وہ اپنے نرم نرم گھونسلے میں اترنے میں کامیاب ہو سکے گا۔ اسے اس بات کا خدشہ بھی تھا کہ غالباً وہ اب کبھی نیلے آسمان کی وسعت میں تیرتے ہوئے نظروں کے آخری سرحد تک پھیلے ہوئے گھاس کے میدان کا نظارہ نہیں کر سکے گا۔ اس کے ذہن میں جو سوالات پیدا ہو رہے تھے دراصل وہی سارے اس کے اندیشے تھے۔

(۳) پرندے کے ذہن میں آنے والے سوالات دراصل اس کے ذہن میں پیدا ہونے والے خدشات ہیں۔ اس نے جب نیچے اترتے ہوئے دیکھا تو اسے کوئی پیڑ، شاخ وغیرہ دکھائی نہیں دی۔ اس نے دیکھا کہ نیچے بڑی بڑی عمارتیں ہیں۔ دھواں اگلتی چمنیاں ہیں، ایٹمی بھٹیاں ہیں۔ وہ ان میں سے کہیں بھی اتر نہیں سکتا تھا۔ اس لیے اس کے ذہن میں سوالات اٹھنے لگے کہ آخر وہ اپنے گھونسلے میں اتر سکے گا یا نہیں۔ دراصل یہاں موجودہ زمانے کے شہروں کے منظرنامے کو بیان کیا گیا ہے۔ آج شہروں میں درختوں اور ان پر بسیرا کرنے والے پرندوں کی کمی کھٹکتی ہے۔ آج ہر طرف بلند و بالا عمارتیں آسمان کو چھوتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ اسلحہ بنانے کے کارخانے اپنی چمنیوں سے زہر آلود دھواں اگل رہے ہیں۔ ندیوں کا پانی آلودہ ہو رہا ہے اس لیے پینے کے پانی کا مسئلہ ہو گیا ہے۔ جنگلات کی کٹائی کی وجہ سے جنگلی جانوروں کے مسکن اجڑ رہے ہیں۔ اس لیے پرندے کو اندیشہ ہے کہ وہ پھر کبھی کسی ہرن کی پیٹھ پر بیٹھ کر اس کی گردن کو گدگدا سکے گا۔ گھاس کے میدان غائب ہوتے جا رہے ہیں۔ ہریالی کم ہوتی جا رہی ہے۔

سوال 1. (ج)

(۱)
(i) عربی کی مشہور داستان کا نام ← الف لیلہ
(ii) 'طلسم ہوش ربا' کے مؤلف کا نام ← منشی محمد حسین جاؔہ
(iii) 'طلسم ہوش ربا' میں دو جلدوں کا اضافہ کرنے والے کا نام ← احمد حسین قمؔر
(iv) 'طلسم ہوش ربا' کی جلدوں کی کل تعداد ← چھے

(۲) 'طلسم ہوش ربا' ایک قدیم اور طویل داستان ہے۔ اس کی ابتدائی چار جلدیں منشی محمد حسین جاؔہ نے تالیف کی تھیں۔ کئی برسوں بعد احمد حسین قمؔر نے اس میں دو جلدوں کا اضافہ کیا۔ اس داستان میں جادوگروں کے حیرت انگیز کارناموں کو انتہائی دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ امیر حمزہ، عمرو عیّار، افراسیاب، ملکۂ حیرت وغیرہ اس کے اہم کردار ہیں۔ اس داستان کی زبان بہت پیاری ہے۔ اس میں طرح طرح کی معلومات بھری ہوئی ہے۔ اس میں ادب کی تقریباً تمام اہم اصناف کی مثالیں موجود ہیں۔ یہ داستان عجیب و غریب واقعات سے بھری ہوئی ہے جنھیں پڑھ کر قاری حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ انداز بیان اس قدر دلچسپ ہے کہ طوالت کے باوجود اسے پڑھتے ہوئے اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔

سوال 2. (الف)

(۱)
(i) باغ میں عطر جیسی خوشبو پھیلانے والا ← <u>عطر بیز چمن</u>
(ii) دوستوں کی جان کو لطف دینے والا ← <u>لطف بخشندۂ جان یاراں</u>
(iii) مال و متاع والے ← <u>اہل برگ و نوا</u>
(iv) دکھ درد کے جال میں پھنسا غریب ← <u>مفلس بند دام عنا</u>

(۲) دل نے شاعر کو مشورہ دیا کہ اب گھر میں بند نہ رہیے نہ ہی اپنی طبیعت کو رنجیدہ کیجیے۔ صحن چمن کی سیر کیجیے۔ یہاں گل و لالہ کی بہار دیکھیے جہاں صبح کی ٹھنڈی ہوا چمن کو خوشبو سے معطر کر رہی ہے۔ دل نے یہ مشورہ اس لیے دیا کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ شاعر زندگی کے لطف سے محروم رہے۔

(۳) شاعر کو محض یہ کہنا ہے کہ ہریالی کی وجہ سے باغ کا راستہ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کسی صراحی پر نقش و نگار بنائے گئے ہوں مگر اس نے اپنے اسلوب اور اندازِ بیان سے شعر کو پیکر تراشی کا ایک عمدہ نمونہ بنا دیا ہے۔ اس نے پھولوں اور کلیوں کو جام و مینا سے تشبیہ دیتے ہوئے روش کی خوبصورتی کو صراحی پر بنائے گئے نقش و نگار کے مانند بتایا ہے اور اس کی وجہ اس نے عکس سبزہ کو بتایا ہے۔ گویا روش کی خوبصورتی اور دلکشی عکس سبزہ کی مرہونِ منت ہے۔

سوال 2. (ب)

(۱)

(i) دنیا	←	شاعر کے دل کا گوشہ ہے
(ii) زندگی	←	اک معما ہے
(iii) پیمانے کا سلسلہ	←	شیشے سے ملتا ہے
(iv) ہر نفس	←	عمر گزشتہ کی میت ہے

(۲) زندگی کے بارے میں فانی کا نظریہ ہے کہ اسے سمجھنا بڑا مشکل ہے۔ کسی کی زندگی خوشیوں بھری ہوتی ہے تو کسی کی زندگی میں غم ہی غم ہوتے ہیں۔ اسی بات کو شاعر نے بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے کہ زندگی ایک ایسی پہیلی ہے جسے نہ کوئی سمجھ سکتا ہے اور نہ سمجھا جا سکتا ہے۔ گویا زندگی دیوانے کا خواب ہے جس کی تعبیر سمجھنا بہت مشکل ہے۔

(۳) شاعر نے آنکھوں کی سرخی کا سبب یہ بتایا ہے کہ دل خون ہوگیا ہے۔ خون کی وہ بوندیں آنکھوں میں آگئی ہیں اس لیے آنکھیں سرخ ہوگئی ہیں۔ جس طرح صراحی (شیشے) سے پیمانے میں شراب انڈیلی جاتی ہے اسی طرح دل کے شیشے سے خون کی بوندیں آنکھوں کے پیمانے میں آگئی ہیں۔ دل کو شیشہ اور آنکھوں کو پیمانہ کہہ کر شاعر نے خوبصورت استعارہ استعمال کیا ہے۔ شعر میں اس تصور کا حسن بدرجۂ اتم موجود ہے۔

سوال 2. (ج)

(۱)

مردانِ خدا کی پہچان	←	کسی کے آگے نہ جھکنا
دل کی کیفیت	←	غم کے شعلوں میں جھلس رہا ہے
دھارے کا عزم	←	راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ سے گزر جانا
پتھروں پہاڑوں سے مراد	←	راستے کی اڑچن، رکاوٹیں

(۲) یاس یگانہ چنگیزی اپنے منفرد و ممتاز لب ولہجہ کے لیے جانے جاتے ہیں۔ اس رباعی میں بھی انھوں نے اپنی انفرادیت کا اظہار کیا ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ راہ حق پر بڑھتے وقت پائے ثبات کو متزلزل ہونے سے محفوظ رکھنا چاہیے اور راستے کی رکاوٹوں کو خاطر میں نہیں لانا چاہیے۔

سوال 3.

(۱) ڈراما 'قصہ سوتے جاگتے کا' گیارہ مناظر پر مشتمل ہے۔ ان میں سے تین مناظر اور ان کے مقام حسب ذیل ہیں :

(۱) منظر – ۱ : مقام – بغداد کا پل (۲) منظر – ۲ : مقام – ابوالحسن کا مکان

(۳) منظر – ۳ : مقام – خلیفہ کا محل۔

(۲) (الف) **ابوالحسن** : یہ بغداد کا ایک نوجوان ہے جسے اس کے مفت خور دوستوں نے قلاش کر ڈالا۔ بہن کی مدد سے سنبھل گیا اور دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا ہوگیا۔ چونکہ اسے دوستوں کے ساتھ کھانے کی عادت ہے اس لیے اب وہ کسی نہ کسی کو صرف ایک رات کے لیے مہمان بناتا ہے۔

(ب) **جعفر** : خلیفہ ہارون رشید کا وزیر ہے۔ ہر وقت بادشاہ کے حکم کی تعمیل کے لیے تیار رہتا ہے۔

(ج) **ابوالحسن کی ماں** : ڈرامے کا اہم کردار ہے۔ وہ اپنے بیٹے ابوالحسن سے بہت پیار کرتی ہے۔ داروغہ سے ابوالحسن کی رہائی کے لیے بہت منّت سماجت کرتی ہے۔

(۳) خلیفہ کے محل سے واپس آنے پر اپنے مکان میں جب صبح بیدار ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو خلیفہ اور امیر المومنین ہی سمجھتا ہے۔ اس دوران پڑوسیوں سے تنازعہ ہونے پر داروغہ اسے پکڑ کے قید خانے میں بند کر دیتا ہے۔ پندرہ دن کا عرصہ گزر جانے پر ماں قید خانے میں ابوالحسن سے ملاقات کرتی ہے۔ اس دوران داروغہ کی پٹائی سے ابوالحسن کو ہوش آ جاتا ہے۔ ماں کے سمجھانے بجھانے پر ابوالحسن اپنی اصل پر آ جاتا ہے۔ داروغہ کے ہر سوال کا جواب دیتا ہے۔ ماں کو پہچان لیتا ہے۔ اپنے آپ کو پہچانتا ہے تو داروغہ اسے رہا کر دیتا ہے۔

سوال 4. (الف)

(۱) (i) مخلوط جملہ

(ii) مفرد جملہ

(۲) (i) سر ہو جانا

(ii) تکیہ کرنا

(۳) (i) ابھی مقصد پورا ہوتا نظر نہیں آ رہا ہے یا ابھی بہت وقت پڑا ہے۔

(ii) چھوٹی چھوٹی بری باتوں سے بچنا اور بڑی بڑی بری باتوں کو نظر انداز کرنا۔

(۴) (i) حمد

(ii) سفرنامہ

(۵) **صنعت کا نام :** استعارہ

تعریف : کسی شے کو کسی مشترکہ خوبی یا خرابی کی بنا پر اسے دوسری چیز قرار دے دینا 'استعارہ' کہلاتا ہے۔ جیسے دنیا 'لکڑی کی تلوار' کہنا کیونکہ دونوں وقت پڑے پر کام نہیں آتے۔

سوال 4. (ب)

(۱) (i) حرفِ جار : کو

(ii) مبتدا : سید تحیٰ نشیط کو ؛ خبر : ستیو مادھوراوَ پاگڈی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

(۲) (i) مضاف : کنارے

(ii) مضاف الیہ : سڑک

(۳) (i) غزوہ

(ii) شاعر

(۴) (i) دل — (الف) دِل = قلب (ب) دَل = گروہ

(ii) کھانگاہ — خانقاہ ؛ نیں — نہیں

(۵) (i) سابقہ 'بے' سے الفاظ : بے وقوف، بے دانہ، بے ساختہ، بے حیا وغیرہ۔

(ii) لاحقہ 'ساز' سے الفاظ : چارہ ساز، دواساز، دم ساز، گھڑی ساز، عینک ساز وغیرہ۔

سوال 5. (الف)، (ب) اور (ج) ...

اطلاقی تحریری سرگرمیوں کی خود سے جانچ کرنے کی بابت ...

اطلاقی تحریری سرگرمیوں میں طلبہ سے توقع کی جاتی ہے کہ جواب میں اپنے خیالات اور تصورات کو اپنی زبان میں لکھیں۔ ان سرگرمیوں کی نوعیت آزادانہ جواب کی ہوتی ہے۔ طلبہ ان کے جوابات اپنے طور پر لکھیں۔

اس مضمون کے حل شدہ پہلے سرگرمی نامے میں اطلاقی تحریری سرگرمیوں کے جوابات کا طلبہ مطالعہ کریں؛ تقسیم نمبرات کے نکات کو ذہن نشیں کریں اور اپنے لکھے ہوئے جوابات کی خود ہی جانچ کرنے کی کوشش کریں۔ حسب ضرورت اپنے اساتذہ سے رہنمائی حاصل کریں۔

اطلاقی تحریروں کے مزید مطالعے کے لیے **'نونیت اردو زبانِ اوّل اطلاقی تحریر: دسویں جماعت'** کی کتاب میں دیے گئے اطلاقی تحریر کے نمونوں کو ضرور پڑھیں۔

★★★